20

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایسا تھا جس کو باوجود دشمنی کے جھوٹا نہیں کہا جاسکتا تھا۔ اسی طرح بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جاسکتا

(فرمودہ 13 جون 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''بعض سچائیاں ایسی ہوتی ہیں کہ جو چھپائے نہیں چُھپ سکتیں اور زور لگا کر بھی مخفی نہیں کی جاسکتیں۔ اور بعض سچے انسان بھی ایسے ہوتے ہیں کہ انکی سچائی کو چھپانے کی ہر قسم کی کوششیں ناکام و نامراد رہتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعویٰ فرمایا تو مکہ کے لوگوں نے آپ کے دعویٰ کو ایک عجیب اور نئی بات سمجھ کر اُسے ردّ کر دیا۔ ابھی آپ کی باتوں اور اخلاق کا اثر دلوں سے مٹا نہیں تھا اور وہ فوری طور پر آپ کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے تھے اس لئے عام طور پر مکہ والوں نے یہی خیال کیا کہ ایک اچھا بھلا شریف آدمی پاگل ہوگیا ہے۔ ایک دن آپ ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اور آپ نے مکہ والوں کو بلانا شروع کیا۔ جن لوگوں تک آپ کی آواز پہنچی تھی یا جو لوگ آپ سے وابستگی رکھتے تھے یا ان کے دلوں میں آپ کا ادب و احترام تھا وہ جمع ہوگئے اور آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے مکہ کے لوگو! اگر میں تمہیں کہوں کہ جبلِ ابوقُبیس (Qubais) کے پیچھے ایک لشکر بیٹھا ہے اور مکہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم

اسے مان لو گے؟ مکہ والوں نے کہا ہاں ہاں ہم نے تجھے کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اس لئے ہم تمہاری بات کو سچا تسلیم کریں گے۔1 حالانکہ مکہ کی وادی ایسی ہے کہ درمیان میں گو بعض چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں لیکن اگر انہیں نظر انداز کر دیا جائے تو انسان کی نظر میلوں میل تک چلی جاتی ہے اور ساری چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جبلِ ابوقبیس کے پیچھے کوئی لشکر ہو اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کو نظر نہ آ سکے۔ گویا آپ نے ایک ایسی بات کہی جو مکہ والوں کے لئے ناممکن التسلیم تھی۔ لیکن ایک غیر ممکن التسلیم بات کے متعلق بھی انہوں نے کہہ دیا کہ ہم اُسے ضرور مانیں گے اس لئے کہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مکہ والو! میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں ڈرانے کے لئے بھیجا گیا ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے تمہاری اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے۔ تب وہ فوراً بگڑ گئے اور کہا یہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔2 غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایسا تھا جس کو باوجود دشمنی کے جھوٹا نہیں کہا جا سکتا تھا۔

اسی طرح بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ انسان انہیں روزانہ دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے اور جو اس کے سامنے ایک ہی رنگ اور شکل میں آتی ہیں۔ اس لئے یہ ناممکن ہوتا ہے کہ کوئی شخص ان کا انکار کر دے۔ پھر کیسا ہی عجیب وہ انسان ہوگا جو ایسی باتوں کو باوجود ہر روز مشاہدہ کرنے کے رد کر دے۔ مکہ والے باوجود اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ان کے رسم و رواج، طور و طریق اور روایات اور مذہب کے خلاف تھی آپ کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا بار بار تجربہ کیا تھا۔ وہ اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے کہ آپ ایک راست باز انسان ہیں۔ حالانکہ مکہ کے کافر وہ ازلی شقی تھے جن کے لئے عذاب الیم مقدر تھا۔ جو جنگوں، وباؤں اور بعض جنگی درندوں کا شکار ہو کر تباہ کئے گئے۔ وہ بھی ایک دیکھی ہوئی چیز کا انکار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر یہ ہو سکتا ہے کہ ایک مومن جس کو ہمیشہ سچائی کی تلقین کی جاتی ہے اور اُسے اُس پر عمل کرنے کی تاکید کی جاتی ہے ایک سچائی کو دیکھے اور اُسے نظر انداز کر دے؟ مجھے تعجب آتا ہے اُن احمدیوں پر جو روزانہ اپنی مخالفت تو دیکھتے ہیں، وہ روزانہ اُن منصوبوں اور سازشوں کو دیکھتے ہیں جو احمدیت کے خلاف کی جاتی ہیں

اور ان کے اندر اہم طور پر اس بات کا احساس پیدا نہیں ہوتا کہ ہماری حالت اس زبان سے بھی بدتر ہے جو بتّیس دانتوں کے اندر ہے۔ کیونکہ اُس زبان کے لئے جو بتّیس دانتوں کے اندر ہے موقع ہے کہ وہ دانتوں کی ضرب سے اپنے آپ کو بچا سکے اور دانتوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ رکھا ہے کہ وہ زبان کو زخمی ہونے سے بچاتے ہیں۔ مگر جن بتّیس دانتوں میں تم ہو وہ تمہیں ہر وقت زخمی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر تمہارے لئے بھی کوئی موقع نہیں کہ تم ان کی ضرب سے بچ سکو۔ تم دیکھتے ہو کہ صبح و شام سچائی کو ردّ کیا جاتا ہے، تم دیکھتے ہو کہ دشمن ہر روز ظلم کرتا ہے لیکن تم سمجھتے ہو کہ ہمیں ڈر ہی کیا ہے۔ تم نے دیکھا ہے کہ 99 فیصدی مخالف بلکہ اس سے بھی زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر تمہارا مقابلہ کسی خدا ترس سے ہوتا تو تم کہتے وہ خدا تعالیٰ کے خوف کو کہاں لے جائے گا۔ لیکن تم دیکھتے ہو کہ جن لوگوں سے تمہارا مقابلہ ہے وہ سو فیصدی جھوٹ کے عادی ہیں۔ ان میں قطعاً نہ تقویٰ ہے نہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ صداقت کی پچ ہے اور نہ راستی کی عظمت اور احترام۔ ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے آخر تمہارے اندر کیا کیفیت پیدا ہونی چاہیے۔ مثلاً یہی چیز ہے کہ انسان ہمیشہ گھبراہٹ سے اپنی حالت کو ظاہر کرتا ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ربوہ میں ایک ہزار آدمی بستا ہے مگر اس ایک ہزار میں سے ایک شخص بھی اس مخالفت کے خلاف آواز نہیں نکالتا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہزار میں سے کم سے کم 999 آدمی وہ ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ اور اگر کچھ آدمی ایسے ہیں جنہیں علم ہے کہ باہر کیا کچھ ہو رہا ہے تو ابھی تک انہیں اپنے ایمان کی فکر پیدا نہیں ہوئی۔ سیدھی بات ہے کہ اگر کوئی شورش پیدا ہوتی ہے تو اس کے نتیجہ میں انسان کے اندر دو قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کی اور اس کے بیوی بچوں کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے اس لئے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔ اور یا یہ کہ جب لوگ اُسے پکڑیں گے تو وہ احمدیت سے انکار کر دے گا۔ یہ دو ہی باتیں ہیں جو شورش کے وقت انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ لوگوں کے اندر اُس کے خلاف دشمنی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے اور یہ کہ اس کی عزت، مال اور قومیت خطرہ میں پڑ گئی ہے تو وہ کچھ نہ کچھ کرتا ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ربوہ میں رہنے والوں میں یہ احساس مفقود ہے۔ یوں تو میرے پاس بہت سے لوگ آتے ہیں کہ میرا بچہ بیمار ہے اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ میری مرغی نے

انڈے دینے بند کر دیئے ہیں دعا کی جائے۔ کسی کا ایک ہفتہ کا بچہ مر جاتا ہے جس نے نہ دنیا دیکھی ہوتی ہے اور نہ اس کی پیدائش کے نتیجہ میں اسلام کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے یا کسی کا بچہ ضائع ہو جاتا ہے تو لکھا ہوتا ہے کہ اس کے لئے دعا کی جائے۔ بلکہ باوجود بار بار سمجھانے کے چٹھیاں آ جاتی ہیں کہ میرا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا ہے حضور اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ حالانکہ چھوٹے بچے اس بات سے مستغنی ہوتے ہیں کہ کسی ذمہ دار آدمی کے جنازہ پڑھانے کا سوال پیدا ہو۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ دشمن جماعت کے خلاف شورش پیدا کر رہا ہے اس کے متعلق اُن کا ردّعمل کیا ہے۔ وہ اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ انہوں نے اس شرارت کا مقابلہ کرنا ہے۔ جب کہ میں نے بتایا ہے کہ سیدھی بات ہے شورش کے نتیجے میں دو طرح کا ہی ردّعمل ہو سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ میرے لئے اپنی جان دینے کا وقت آ گیا ہے۔ میرے لئے اپنا گھر، مکانات اور مال کو قربان کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی کیا ہوگی کہ میں اپنی جان، مال اور مکان کو قربان کر دوں۔ میرا سب کچھ حاضر ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے مومن صبر کرتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ مومن مستقل رہتے ہیں اور دوسروں کو مستقل بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ 3
اگر صبر کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو مومن بولتا ہے۔ قرآن کریم کہتا کہ وہ چپ نہیں کرتا اُسے فوراً اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ میں نے تو صبر کر لیا ہے میرے ساتھیوں کا کیا بنے گا۔ وہ فوراً اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے کہ ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ کے رستہ میں جان قربان کرنے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔ غرض جب بھی صبر کرنے کا فیصلہ ہوتا ہے مثلاً یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ مرنا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کو کہتا ہے میں نے مرنا ہے تم بھی موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے رستہ میں جان قربان کرنے کا سوال ہے۔ ہمت کرو اور اپنی جانیں پیش کرو۔ وہ ایسے وقت میں اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ چُپ وہ اُس وقت کرتا ہے جب اس کا بزدلی دکھانے کا ارادہ ہوتا ہے۔ غرض ایک فیصلہ وہ ہے جو انسان کرتا ہے تو چُپ نہیں رہتا۔ دوسرے میں چُپ رہتا ہے اور وقت آنے پر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جس شخص کے اندر منافقت ہوگی وہ کہتا ہے اِس وقت اِس بات کو دبا دو پہلے ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے وقت آئے گا تو بزدلی دکھا دیں گے۔
پس مجھے تعجب آتا ہے کہ موجودہ شورش کے مقابلہ میں جماعت نے جو خاموشی اختیار کی ہے،

جماعت نے جو سستی دکھائی ہے اس کے معنی کیا ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک بات تو میں مان نہیں سکتا کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ جب کسی مومن کے سامنے صبر کا سوال پیدا ہوتا ہے وہ بولتا ہے اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن تم خاموش بیٹھے ہو اور تمہیں ذرا بھی احساس نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر دوسری بات بھی میں نہیں سُن سکتا۔ یعنی یہ کہ تم وقت پر بزدلی دکھاؤ گے۔ کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ جب جماعت پر کوئی خطرہ کا وقت آیا تو مرکز نے باقی جماعتوں سے زیادہ اچھا نمونہ دکھایا۔ لیکن تمہارا عمل یہ ہے کہ گویا تم نے بزدلی دکھانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ جب بھی احمدیوں کی پکڑ دھکڑ ہو گی ہم کہہ دیں گے کہ ہم احمدی نہیں ہیں۔ ورنہ یہ ممکن ہو سکتا تھا کہ ایک یا دو ہزار آدمیوں کے اندر یہ ارادہ پیدا ہو جاتا کہ ہم نے اپنی جانیں قربان کرنی ہیں تو دشمن کھڑا رہتا؟ مومن ایسے وقت میں یہ کوشش کرتا ہے کہ وقت آنے سے پہلے پہلے اپنی تعداد بڑھائے۔ وہ دنیوی کاروبار میں اُس وقت مشغول نہیں ہوتا۔ وہ جب جانتا ہے کہ میرے کپڑے چھین لئے جائیں گے، میرے دودھ کے برتن توڑ دیئے جائیں گے، میرا گھر لُوٹ لیا جائے گا، آٹا اور دال تقسیم کر دیا جائے گا تو وہ ان باتوں میں محو نہیں ہوتا بلکہ اپنی تعداد بڑھانے کی فکر کرتا ہے۔ وہ اپنا پیٹ بھرنے کی وجہ سے مجبور ہے کہ کوئی کام کرے۔ اس لئے وہ پیٹ پالنے کے لئے کوئی نہ کوئی کام ضرور کرتا ہے لیکن اس میں محو ہو کر نہیں رہ جاتا۔ وہ دوسروں کو صبر کی تلقین کرتا ہے اور اپنی تعداد کو بڑھانے کی فکر میں رہتا ہے تاکہ دشمن ایک ہزار کو نہ مارے بلکہ اس کی جگہ دو ہزار کو مارے۔ دشمن دو ہزار کو نہ مارے بلکہ چار ہزار کو مارے مگر تم میں یہ روح نہیں پائی جاتی۔

میں نے پچھلے خطبہ میں بتایا تھا کہ رمضان مومن کو مشقت کا عادی بنانے کے لئے آتا ہے لیکن رمضان گزر گیا اور تم مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ رمضان کے معنی ہی ہیں شدتِ گرمی۔ پھر اس سال ظاہری طور پر بھی سخت گرمی ہے اور روحانی تکالیف اور مصائب بھی ہیں۔ لیکن تمہارے اندر گرمی پیدا نہیں ہوئی۔ تم ہی بتاؤ کہ لوگ تمہارے متعلق کیا سمجھتے ہوں گے۔ یہ تو شتر مرغ والی بات ہے۔ شتر مرغ سے کسی نے کہا تم تو شُتر ہو آؤ تم پر بوجھ لاد دیں، تو اُس نے کہا میں شُتر نہیں، مرغ ہوں، لیکن جب اُسے کہا گیا کہ تم مرغ ہو تو اُڑو تو اُس نے کہا میں مرغ تو نہیں اونٹ ہوں۔ یہ کیفیت کسی معقول انسان کی نہیں ہو سکتی۔ یا تو یہ ماننا

پڑے گا کہ تم نے پکا عہد کر لیا ہے کہ ہم اپنی جانیں دے دیں گے۔ اگر تم نے پکا عہد کر لیا ہے کہ ہم اپنی جانیں دے دیں گے تو تمہیں ان نظاروں کو دیکھ کر سمجھ لینا چاہیے کہ ہماری موت کا وقت آ گیا ہے۔ اب ہمیں اپنا بیج چھوڑ نا چاہیے تا کہ وہ ہمیں ماریں تو ہماری جگہ اَور لوگ موجود ہوں۔ وہ انہیں ماریں تو اُن کی جگہ اَور لوگ ہوں۔ اُنہیں ماریں تو اُن کی جگہ اَور لوگ ہوں۔ یا تمہیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے محض جتھا بندی کے طور پر جماعت بنائی ہے۔ جب لوگ گرفت کریں گے اور پکڑ دھکڑ شروع ہوگی تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم احمدی نہیں۔ بہرحال تمہیں کوئی ایک فیصلہ کرنا ہوگا۔ اگر تم کوئی فیصلہ نہیں کرتے تو ماننا پڑے گا کہ تمہارا دماغ خراب ہے کیونکہ جس کا دماغ صحیح ہوتا ہے وہ آرام نہیں کیا کرتا۔ اگر تم آرام کرتے ہو، اگر تم پر سُستی اور غفلت چھائی ہوئی ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ تمہارا دماغ خراب ہے۔''

(غیر مطبوعہ مواد از ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ)

1، 2: بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ۔

3: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔ (العصر: 4)